پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر☆

بلوچستان میں فارسی نعت گوئی وسیرت نگاری

مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ نے اپنے معروف تذکرے "نفحات الانس" (۱) میں رابعہ قزداری (قصداری، خضداری) جو فارسی زبان کی پہلی شاعرہ ہے، تیسری چوتھی صدی ہجری میں فارسی زبان کے ابوالآبارودکی (ف ۳۲۹ھ / ۹۴۰ء) کی ہمعصر تھی، کا ذکر اُن مستورات میں کیا ہے جو عارفانہ مسلک کی آئینہ دار ہیں۔

رضا قلی ہدایت نے اپنے مشہور تذکرہ "مجمع الضوا" (۲) میں لکھا ہے:

رابعہ صاحبِ عشق حقیقی ومجازی بودہ، انجامش بعشق حقیقی کشیدہ۔

رابعہ قزداری کے الفاظ میں:

عشق دریائے گرانہ ناپدید
کے توان کردن شنا اے ہوشمند
عشق راہ خواہی کرتا پایان بری
بس کہ پسندید باید ناپسند

عشق ایک سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، اے صاحب عقل وہوش اس بحر کا شناور کون ہے؟ تو عشق کی انتہا چاہتا ہے، کتنی ناپسندیدہ باتیں ہیں کہ سننا پڑتی ہیں۔

گلزار حاکمیؒ، مصنفہ:

حضرت سلطان حمید الدین حاکم قریش ہنکاری (آپ کا اسم گرامی شیخ حمید الدین، (۳) کنیت ابوحاکم اور لقب سلطان التارکین تھا)، مرتبہ: غلام دستگیر نامی، لاہور، ۱۹۴۶ء، صفحات ۱۳۷،

☆۔ ۲۷۲، اے۔ او بلاک III، سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ،

آپ اشعار میں حاکم تخلص کرتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حضرت ابوسفیان بن حارث سے جاملتا ہے۔

آپ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۰ھ / ۱۱۷۴ء میں کیچ مکران (بلوچستان) میں ہوئی۔ وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۷۳۷ھ / ۱۳۳۶ء بمقام ملتان، مدفن بمقام موٴ تحصیل رحیم یار خاں، (بہاول پور ڈویژن) کے ریلوے اسٹیشن ترنڈہ سے جانب شمال چار میل کے فاصلے پر۔ گلزار حاکی کا باب اوّل حمد و مناجات، باب دوم در نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باب سوم، در مدرح، سلطان العارفین قطب العالم شیخ رکن الدین، باب چہارم در بیان ترجیع بند عشق حقیقی و فرود داشت آں بنام شیخ المشائخ شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز۔

اسی باب میں نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بگفتار گوہر نثار شیخ حاکم (ص ۹۱ تا ۹۳) باب پنجم در غزلیات و وعظ و نصیحت اور آخر میں مناجات منشور (ص ۱۳۲ تا ۱۳۷) پر مشتمل ہے۔ مناجات منشور کے بعد ۱۸ جون ۱۹۴۶ء کو غلام دستگیر نامی نے یہ نوٹ لکھا ہے:

> حضرت سلطان التارکینؒ کی یہ دُعا فصاحت و بلاغت کا ایک موتیوں بھرا دریا ہونے کے علاوہ بڑی پر تاثیر ہے۔ محرم ۱۳۶۲ھ مطابق جنوری ۱۹۴۳ء میں جب میرے مکان واقع بجوارِ حضرت سید احمد توختہ ترمذیؒ (جدِ مادریٔ حضرتِ حاکمؒ) میں آگ لگنے کا آسیب شروع ہوا تو میں نے مرقد توختہؒ کے پاس بیٹھ کر یہ دعا پڑھی اور اللہ پاک نے رحم کر دیا۔
>
> الحمد للّٰہِ علیٰ ذالك"

حمدیہ اشعار کی تعداد ۵۱۲ ہے۔ سب نعتیہ اشعار (مختلف مقامات کے) کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے۔ باب اوّل کا آغاز یوں ہے:

ایں نامۂ راز دل کہ کنوں ساز می کنم
برنامِ ذوالجلال سر آغاز می کنم

اختتام:

رائگاں بخش اے کریم از آنکہ
مفلسم ہم امیدوار عطا

باب دوم کی ابتدا:

بعد تمہید خداوندِ سزاوار ثنا
آں خداوندے کہ اورا ہست نیکو نامہا
من بعون اللہ گویم از سرِ صدق و صفا
نعتِ پاکِ سید عالم محمد (ﷺ) مصطفیٰ
نور پاکِ او خدا پیش از ہمہ خلق آفرید
آں زماں نے عرش کرسی بود نے ارض و سما

انتہا:

ہر یکے از صحابہؓ سرورِ دین
نعمتِ حق نثار شاں بادا

جنگ نامہ، تحفۃ النصیر

تصنیف: علامہ قاضی نور محمد گنجابوی، نظر ثانی آغا نصیر خان احمد زئی بلوچ، پبلشر پاکستان اسٹیڈی سینٹر بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ، جولائی ۱۹۹۰ء، صفحات ۲۱۱۔

قاضی نور محمد گنجابوی (۴) نے ایک جید عالم، بے باک مورخ، قادر الکلام شاعر اور مجاہد کی حیثیت سے شہرت پائی۔ وہ علاقہ کچھی میں ایک مقام پر کماندار کی صورت میں بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ میر نصیر خاں نوری (المتوفی ۱۲۰۸ھ بمطابق ۱۷۹۴ء) اور احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے۔

"تحفۃ النصیر" ایک مستند تاریخی دستاویز ہونے کے ساتھ اہلِ بلوچستان کی احیا اسلام کے لئے خدمات کی آئینہ دار بھی ہے۔ ابتدا اس طرح ہے:

بنامِ خدائی جہان آفرین
زمین و زمان اِنس و جان آفرین

قاضی نور محمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں نیاز کیشی کے پھول پیش کرتے ہیں۔ یہ نعت ۱۲۹ اشعار پر مبنی ہے۔

سرِ سروران تاجِ آزاد گان
سپہدار خیل فرستاد گان
جہان را مطاع و خدا را مطیع
اسیرانِ روزِ جزا را شفیع
بود خاتم الانبیا رسل
دگرہا چو جزوند اوہست کل
فضائل کہ بود انبیا را تمام
ہمہ مجتمع شد درودوسلام
در گنج ہستے ازو باز شد
دلش مخزنِ گوہر راز شد
تن پاکش از ظلمت سایہ دور
زپیشانیش نور حق در ظہور

"در صفت معراج آنحضرت علیہ السلام" میں شعروں کی تعداد ایک سو تیرہ ہے۔

دیوان آول: ملا محمد حسن براہوئی (قلمی)، کاتب گل محمد شیخ، شعبان ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء اوراق ۱۸۸،

دیوان دوم: ملا محمد حسن براہوئی (قلمی) کاتب قاضی محمد عثمان قریشی، رجب ۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء، بستی سیّد کاظم شاہ، اوراق ۱۹۵،

دیوان سوم: ملا محمد حسن براہوئی (قلمی) ابتدائی اور آخری اوراق افتادہ۔

دیوان چہارم: ملا محمد حسن براہوئی (قلمی) خطاط کا نام اور سن کتابت موجود نہیں۔ جلی، جاذب نظر اور بہترین نستعلیق خط، اوراق ۳۵۵،

ان چاروں میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار موجود ہیں۔

گلدستہ قلات: نائب میر محمد حسن خان بنگلزئی بہ کوشش میر شیر علی خان،

ناشر: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، لاہور، ۱۹۷۳ء، صفحات ۱۳۳، اس انتخاب میں

بھی حمد اور نعت موجود ہیں۔

کلیات محمد حسن براہوئی: (م ۱۲۷۲ھ / ۵۶۔۱۸۵۵ء دیوان کی تکمیل ۱۸۴۷ء میں ہوئی) مرتبہ: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، طبع اوّل دسمبر ۱۹۷۶ء لاہور، طبع دوم اپریل ۱۹۹۷ء کوئٹہ، ناشر سیرت اکادمی بلوچستان (رجسٹرڈ) مکتبۂ شال کوئٹہ، صفحات ۹۰، پیش لفظ: ڈاکٹر جمیل جالبی، مقدمہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر،

آغاز میں سب سے پہلے فارسی، نثر میں اللہ تعالیٰ کی ستائش، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور پھر آل واصحاب کا ذکرِ خیر ہے۔

ملا محمد حسن براہوئی ۱۲۷۲ھ / ۵۶۔۱۸۵۵ء میں فوت ہوئے۔ وہ بیک وقت بلوچی، براہوئی، فارسی اور اردو میں شعر گوئی کا ملکہ رکھتے تھے۔ اُن کی ایک طویل نظم (۵۴ شعر) خان محراب خان کے واقعہ شہادت سے متعلق ہے۔ اس نظم کے بیشتر اشعار بلوچی میں ہیں مگر فارسی کی چھاپ نمایاں ہے۔ آغاز فارسی میں ہے۔

آغاز:

صفت اوّل خداوند جہان
خدا وند زمین و آسمان را
ملا محمد حسین خانا
صفت کرتی شہیدانا

خاتمہ:

پہ انصافا وایمانا
پڑت کلمہ مسلمانا

نعت رسول مقبول ﷺ

خلق و خالق ہمہ گویند ترا صلی اللہ
من ہمیگویمت ہر صبح و مسا صلی اللہ
تو در آندم کہ بہفتم فلک و عرش شدی
جملہ گفتند ملایک کہ درآ صلی اللہ

من چہ گویم کہ بمدحت ہمہ جامیگویند
ہست این غلغلہ درارض وسما صلی اللہ
یاری ام کن بجہان و زحودان برحال
ہم خلاصم کنی از روزِ جزا صلی اللہ
حسنؔ آوردہ شفیع بردرت آن شاہ نجف
بخش اورا تو بآن شیر خدا صلی اللہ

جنگ نامہ منظوم باروزئی

ملا شیخ فاضل باروزئی (قلمی) آپ باروزئی خاندان کے امیروں اور حاکموں کے قاضی تھے۔(۵) یہ جنگ نامہ باروزئی امیروں مسری خاں اور بختیار خاں کے زمانہ (اُنیسویں صدی کا قریباً نصف اوّل) میں رقم کیا گیا۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی ستائش، حضورپاک سرورکائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بعد چار اولین خلفاء کا ذکر خیر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

بنام خداوند ہر دو جہان
کہ او پادشاہت و مابندگان
بگویم ہمہ وقت در صبح و شام
بروح محمد کہ خیر الانام
ازآن پس کنم وصف آن چاریار
کہ ہر یک پسندیدۂ کردگار

یہ "جنگ نامہ" زیادہ تر منظوم ہے۔ ہر نظم کے درمیان چند نثری سطور بھی موجود ہیں۔

تحفۂ شیریں

علیم اللہ علیم (قلمی) ۴ ذی قعد ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء۔ ۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء اس میں ۷ ۲ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء تک کا کلام درج ہے۔

حمد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کا بیان ہے۔ بعدازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دس معجزوں کو شعر کا جامہ اوڑھایا ہے۔ علیم کے الفاظ میں "تحفہ روئی مومنان و

تعویذ جانِ عاشقان" ہے۔

دیوانِ حلیم

علیم اللہ علیم، ناشر: بلوچی اکیڈمی کوئٹہ، جون ۱۹۷۳ء، صفحات ۲۴۵، اس میں متعدد غزلوں میں ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک پر شکوہ انداز میں ملتا ہے مثلاً

تو آں حبیبی کہ دوست خواندت خدای اکبر بعز وشانت
بکرد پیدا جہاں برویت، بداد عزت بآں کلامت

دلم زمہر محمد مدام در طلبی ست
اگر طلب نکنم محض کفر و بی ادبی ست
تراست نزدِ خدا قدر تا بآن حدی
میانِ نامِ تو نامِ خداست میمی فرق
وصفِ آن محبوب خاص داوری را گو بیت
جملہ پیغمبران درپیشِ اوہچون سپاہ

مرزا احمد علی احمدؔ

کلاتی (سن وفات ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء مدفن کوئٹہ) نہایت خلیق، لائق، ذی علم اور سخنور ہونے کے پہلو بہ پہلو سخنوری کے قدر دان بھی تھے۔ مرزا احمد علی احمد اور علیم اللہ علیم کے مابین محبت و الفت کی پینگیں استوار تھیں۔ دونوں ایک دوسرے کو خط بھیجتے تھے۔ علیم نے اپنے دیوان "تحفۂ شیریں" میں اُن خطوں کو شامل کیا ہے اور وہ غزلیں مع نعتیہ بھی موجود ہیں جو ایک دوسرے کو ارسال کرتے تھے۔ چند نعتیہ شعر ملاحظہ کیجئے۔

ای شاہ پری رخان چالاک
وی ماہ سمنبران بی باک
از رشک رُخ تو گل بہ گلشن
برخویش نمودہ پیرہن چاک
برقد تو خلعت است زیبا
لولاک لما خلقت الافلاک

در وصف تو قاصرست واللہ
تقدیر زبان عقل و ادراک
بنما رُخ دلکشا بہ احمدؐ
ای صاحب تاج و تخت لولاک

دیوان مولاداد

میر مولا داد خاں (۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء۔ ۱۹ ذیقعد ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) خلف الرشید ملا محمد حسن براہوئی، لاہور، سن اشاعت درج نہیں۔ صفحات ۱۷۴، میر مولا داد خاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مختلف مقامات پر نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ چند شعر یہ ہیں۔

شمس و قمر منور از انوار مصطفیٰ است
چرخ فلک معلق از اسرار مصطفیٰ است
خوشتر آن روز یکہ بینم روضہ است با چشم دل
از بس شادی و فرحت گویمت صد مرحبا
این زبان نا رسایم کیست تا وصفت کند
بس کہ درشان عظیمت گفتہ یاسین کبریا
کن بہ مولاؔ داد مسکین یا رسول ہاشمی
گنج ہا در زندگی ایمان کہ مرگش عطا

غوث بخش خاکی

(م ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء) قلات کے مکین تھے۔ جیکب آباد میونسپلٹی میں میر منشی رہے۔

خاکیؔ نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے اپنی عقیدت کے اظہار کی خاطر سوز و گداز سے لبریز نعتیں لکھی ہیں۔

مصنوعاتِ بدیعۂ شاہد

(قلمی) سید عظمت شاہ شاہد فرزند سید رستم شاہ (سن پیدائش ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء) ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء مستونگ،

حضرت محمد صدیق نقشبندی مستونگی (م ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء عارف و عالم با عمل) سے فیض یاب ہوئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر لاہور، ۱۹۷۶ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۴ء، ص ۲۲۷ تا ۲۳۱)

اشرفِ انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گویا ہوتے ہیں ۔

بی حُبِ پیمبر نتوان یافت خدارا
بشناس خدارا بہ تولائی محمد ﷺ
کی میشو داز طالع فرخونده کہ شاہد
طوفی بکند گنبد خضرای محمد ﷺ

ذخیرۂ سلیمانی

محمد صدیق پنجگوری، ولد ملا روشن اقوام، سن تکمیل، ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء لاہور، صفحات ۲۰۰، محمد صدیق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اظہار ارادت کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

درد دارم دوا نمیدانم
جز دوای تو یا رسول اللہ ﷺ
سرمۂ چشم خویش میخواہم
خاکپای تو یا رسول اللہ ﷺ
دل محمد صدیق خرم باد
از صفائی تو یا رسول اللہ ﷺ
بعداز ثنای یزدان وصف رسول گو
باشوق و اشتیاق ہزاران درودگو
از عطر او مشام جہان گشت مشکبو
وز قطرۂ محبت او زنگ دل بشو
بادر گہت سوالیم ای شاہ داد بخش

مناجات حکیم بانعت رسول کریم

ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم لاہور، سن اشاعت ندارد، صفحات ۴۵، حمدیہ اشعار ۲۰۳ اور نعتیہ

۱۳۸ ہیں۔

مخمس محمود نامہ

ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم، لاہور، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء، صفحات ۴۰، اسی میں پانچ نعتیں (۶۱ بیت) موجود ہیں۔ ستایش و توصیف محبوب خدا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمایئے۔

محبت بر حکیم زار بخشید
چہ سان گویم صفتہای محمد ﷺ
حکیم ناتواں را دست گیر ای مہربان حضرت
چو اورا ہتلای خویش ای خیرالبشر کردی

تحفہ حکیم

ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم، لاہور، ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء، صفحات ۲۴

گلشن حکیم

ڈاکٹر عبداللہ خان حکیم، لاہور، ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء، صفحات ۱۲۰، اشعار کی تعداد سترہ سو پچیس،

حمدیہ اشعار کے بعد مختلف عنوانات (جیسے در مدح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، غزلِ نعتیہ، در صفت مزار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، چندیں غزل نعتیہ، در بیان معراج خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، پیام حکیم بدرگاہ رسول کریم صلی اللہ علیہو سلم (مخمس نعتیہ) کے تحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔

گلدستہ حکیم موسوم بہ سفر حجاز

محمد عبداللہ حکیم، لاہور، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء، صفحات ۴۸،

حکیم نے واقعات، تاریخی پس منظر، آداب، مختلف مقامات اور زیارت گاہوں کی تفصیل بڑے ہی دلچسپ اور متاثر کن انداز میں دی ہے۔ بسا اوقات آنکھیں پڑھتے پڑھتے اشکبار ہو جاتی ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ یہ ہر گھڑی زیر مطالعہ رہے۔

اہل عرب کے اخلاق اور عادات کا بھی ذکر ''گلدستہ حکیم'' میں موجود ہے۔ ان کی بڑائی کے

متعلق لکھا ہے کہ جب عرب آپس میں لڑتے ہیں تو بیچ میں ایک آکر کہتا ہے کہ صلِ علی النبی یا شیخ۔ اس طرح کہنے سے فریقین لڑائی بند کر دیتے ہیں۔

محمد عبداللہ حکیم عشق و عرفان میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ مولانا حضرت محمد صدیق نقشبندی کی محبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے مستونگ اور مستونگ کے علاقے کے مکینوں کی بڑی خدمت کی۔ لوگ آپ سے دینی اور دنیوی امور میں مستفیض ہوئے۔ آپ کو اپنے مرشد کامل سے جو قلبی اور روحانی تعلق تھا اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ کی ہر تصنیف میں حضرت محمد صدیق (المتوفی ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء آپ جامع مسجد مستونگ کے ایک گوشے میں دفن ہیں۔ اپ کا قائم کردہ مدرسہ صدیقیہ آج تک علم کی روشنی بکھیر رہا ہے۔ حکیم نے رفیق راہ سالک میں آپ کے مناقب کے متعلق لکھا ہے۔ حضرت محمد صدیق کا مسلک نقشبندیہ سلسلہ میں میاں فقیر اللہ علوی شکار پوری سے ہوتا ہوا سید آدم بنوریؒ سے جا ملتا ہے) کا ذکر خیر ہے۔

حکیم کے نعتیہ اشعار بڑے متاثر کن ہیں۔ چند شعر یہ ہیں ؎

ای پیک پاکبازان بمدینہ گر، در آئی
چہ شود کہ حالِ زارم بر مصطفیٰ نمائی

اے شاہ ہر دوعالم پر سان بکن زحالم
از حد گفر شمت دردم جان رفت از جدائی

دردی دگر ندارم پیش حکیم آیم
ما را بس است جانان، دیدار تو دوائی

بروز و شب و سال ومہ اے کریم
ہمین عرض دارد بہ پیشست حکیم

طفیلِ محمد شیر انبیا
گنہ ہای مارا ببخش ای خدا

ابو بکر مستونگی

فرزند ارجمند علیم اللہ علیم (پہلے ذکر آچکا) المتوفی ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء، اپنے والد محترم کی طرح ایک خوش بیان شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں عقیدت کے پھول پیش کرتے تھے۔ وہ بسااوقات ایک ہی مقام پر پہلے اللہ کی توصیف بیان کر کے پھر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک فرماتے تھے۔ جیسے ؎

حمد و ثنای بی حد برآن خدائے بی چون
تصویر آدمی را سازد زلطف مدفون
کون و مکان دنیا روز پسین عقبےٰ
از نور پاک احمد ظاہر نمود بیرون

گلزارِ عابد

سیّد عابد شاہ عابد، (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء ـ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) دیوبند (ہند) ۶ ذیقعد ۱۳۳۳ھ / ۱۶ ستمبر 1915ء، صفحات ۴۸، باردوم، کوئٹہ اگست ۲۰۰۰ء مقدمہ: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، صفحات ۴۸،

اس میں حمدیہ و نعتیہ اشعار موجود ہیں۔ ابتدا یوں ہوتی ہے ؎

ترا ذات پاک است ای کبریا
ترا ہست زیبندہ حمد و ثنا

نماز بہ ترجمۂ منظوم فارسی

سیّد عابد شاہ عابد، کوئٹہ، ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء، صفحات ۱۲،

منظوم ترجمہ سلیس و روان ہے۔ مترجم خواہاں ہے کہ قاری کی روح عربی عبارات کے مطالب سے ہم آہنگ ہو جائے اور اس کا دل باری تعالیٰ کے انوار اور نور محمدی سے منور و تاباں ہو سکے۔ ترجمے کے بعض حصے پیش خدمت ہیں۔

اللہ اکبر

زجملہ بزرگ است مارا خدا
بہ اوصاف خود ہست کامل خدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام جہاندار مرسل رسل
کہ در بخشش و رحم برتر زکل

درود شریف

خدایا بہ احمد بود رحمتت
بہ آل محمد بود رحمتت
بزرگی و خوبی تراست ای خدا
تراہست زیبند حمد و ثنا
بہ محمد و آل اش خدایا تمام
فرستادہ بودی چہ برکت مدام
خلیل اللہ و آل او را تمام
فرستادہ بودی چہ برکت مدام

النور المبین والدر الثمین

(سورہ یٰسین کی منظوم تفسیر) محمد صالح الشاکر، حسب الایما نواب امیر حبیب اللہ خان والی سابقہ ریاست خاران بلوچستان مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے طبع کرائی۔ یہ منظوم تفسیر ۱۷، جب المرجب ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کو اختتام پذیر ہوئی تھی۔ صفحات (بڑا سائز) ۲۴، منظوم تفسیر کے اشعار کی تعداد ۲۳۱، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مخمس کے اشعار کی تعداد ۱۷،

محمد صالح الشاکر کا تخلص صالح تھا۔ کبھی شاکر، یا صالح شاکر بھی آیا ہے۔ خود کہتے ہیں:

یارب از تعظیم یٰسین صالح مسکین بہ بخش
در طریق معرفت چشم حقیقت بین بہ بخش
شاکر کراین دعا طلبد از خدای خویش
آمین برآن بود ز گروہ عبد حیان
صالح شاکر بہ تقلیل بضاعت بین کہ باز
می نماید از دل فرقان بہ خلق عام راز

منظوم تفسیر کا نمونہ دیکھئے:

علی صراط مستقیم

اینکہ دادم مر شمارا وان طریق اصطفاست
سوی جنت سوی رحمت مسلک اہل صفاست
ہر کہ اوزاین راہ روی خودسوی دیگر نمود
گشت سرگردان وحیوان، در جہنم اوفتاد

قالوا ربنایعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الاالبلاغ المبین

آن رسولان گفت رب ماعلیم است و بصیر
اینکہ مارسول بہرتان بشیر و ہم نذیر
ما ادا پیغام کردم نیست برقاصد جزاین
باز داند باشما اللہ رب العالمین

آخر میں صالح شاکر اپنا مدعایوں بیان کرتے ہیں۔

چشم را برپشت پامیدارم از شرم گناہ
درقیامت کن یٰسین را برایم عذر خواہ

اس منظوم تفسیر کی افادیت و اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اشعار رواں اور توانا ہیں۔ اسلوب بیان قابل توصیف ہے۔

مثنوی بہرام خان ثانی

(قلمی) ملا ولی محمد پنجگوری (المتوفی ۱۹۴۹ء) پسر ملا غلام محمد ملازئی قسپ مکران کے رہنے والے تھے۔ تاریخ تکمیل مثنوی ۱۰ محرم ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء، صفحات ۱۲۳، کل اشعار ۱۵۸۰،

حمدیہ اور نعتیہ اشعار موجود ہیں، مثلاً

ستایش می سزد برایزد پاک
کہ برتر باشداو از وہم و ادراک
مبرا ذات یزدان از چہ و چون
صفاتش لا یزال وحی بی چون

ابد شاہیش بر شاھان شہنشاہ
نبی را دادہ اواین تاج و دستگاہ

زاکرامش دوعالم گشت پیدا
کہ وصفش گشتہ در قرآن ھویدا

زیزدان وصف او مشہور گشتہ
جہان از برکتش معمور گشتہ

دعای عرض حاجاتی بگویم
شود گر مستجاب این آرزویم

چووقت تنگی سکرات آید
مدد کن جان بہ آسانی برآید

بہ محشر گرمی بازار آید
زرحمت سایہ ای برسر فزاید

گلدستۂ حنفی

سید غلام حیدر شاہ حنفی (۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء۔ ۱۳رجب ۱۳۷۱ھ / ۲۰ر اپریل ۱۹۵۱ء) خلف الرشید سید محمد زمان شاہ، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء، صفحات ۲۰۴، تاریخ تکمیل گلدستہ حنفی، ۷ر ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء،

ہمیں ”گلدستہ حنفی“ کے خطی نسخے کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ اُس کی تفصیل ”بلوچستان میں فارسی شاعری“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۶۸ء ص ۲۲۳ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس نسخے میں ۱۴۱۹ شعر اور ۱۱۵ مصرعے تھے۔

”گلدستہ حنفی“ کا آغاز دس سطروں پر مبنی نثری عبارت کے بعد یوں ہوتا ہے۔

نالم زغم بدرگہت ای کردگار پاک
از ندامتم بدوچشم و دلست چاک

عمر عزیز صرف شداندر ہوائی نفس
از فعلِ زشت بادبکف برسراست خاک

سائل بدرگی تو برہنہ سرست حنفیؔ

یاور شود چو لطف تواو رابود چہ باک

حنفیؔ بسا اوقات ذکر خداوندی میں گریہ وزاری سے بے ہوش ہو جاتے۔ عموماً جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ آواز میں بلا کا سوز تھا۔ نعتیہ کلام ملاحظہ فرمایئے،

سیّد الامع انوار تو سبحان اللہ

پرتو خوبی رخسار تو سبحان اللہ

تاج لولاک بسر کروہ ای ختم رُسل

ہم گویند بدیدار تو سبحان اللہ

چون شب ہجر تو درگریہ مرادید فلک

گفت این دیدۂ خون بار سبحان اللہ

نعت در جواب ملا محمد حسن براہوئی (جس کا ذکر پہلے آیا ہے) گویا ہیں

صیقل قلم نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صبح امیدم شام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آدم چون از خلد بیرون شد از غم عصیان سرنگون شد

کرد شفیع خود نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ای حنفی کن ورد زبانت در صفت محشر این دل و جانت

باد فدا بخرام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نعتِ بی نقطہ،

آہ سردم کارگر گردد رسد ما راصدا

محو گردم سردھم در راہ اسم احمدا

سفر حجاز درخانی

مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی (۱۱ محرم ۱۲۹۸ھ / ۱۸۷۸ء / ۱۱ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ / ۶ر فروری ۱۹۴۴ء) ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں مکہ معظمہ، دیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور

دیگر متبرک مقامات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ نو سال بعد ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں اپنے سفر کے واقعات، مقامات مقدسہ سے متعلق ضروری معلومات اور حج کے جامع مسائل و آداب کو کتابی صورت میں شائع کیا۔ صفحات ۴۸، آپ کا انداز تحریر دلچسپ، رواں اور دلنشین ہے۔

آپ شیخ البلوچستان حضرت علامہ محمد فاضل درخانی (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء۔ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء) کے نواسے تھے۔ اُن کی وفات پر اُن کے جانشین ہوئے اور ادارہ مطبوعات، مسجد اور لنگر وغیرہ کا انتظام سنبھالا۔ آپ فتویٰ بھی لکھ دیتے تھے۔ اپنے تبحر علمی کے باعث ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء سے ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء تک سابقہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ رہے۔ آپ نے قطب عصر حضرت خواجہ محمد عمر چشموی (۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء۔ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء) کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پنج گلدستہ زیب یعنی پنج دیوان فارسی، نواب میر گل محمد خان زیبؔ مگسی (۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء۔ ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) فرزند ارجمند سردار قیصر خان (برادرِ کلاں یوسف علی خاں عزیزؔ) نولکشور لکھنؤ ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء چاپ دوم، کوئٹہ، ۱۹۹۵ء صفحات ۳۶۱،

خزینۃ الاشعار یعنی مخمساتِ زیب، نواب میر گل محمد خان زیب مگسی، نولکشور لکھنؤ ۱۹۳۶ء، چاپ دوم کوئٹہ ۱۹۹۶ء، صفحات ۴۳۲،

ارمغانِ عاشقاں

(خطی) نواب میر گل محمد خان زیب مگسی، سن تکمیل ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء، اوراق ۳۴۶ (تقطیع بڑی) اشعار کی تعداد گیارہ ہزار کے لگ بھگ، ان دواوین میں سے چیدہ چیدہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

متسع زیب کا پہلا بند یہ ہے ؎

موسیٰ براہ مدین یوسف بچاہ بود
یونس بہ بطن حوت چو در ابر ماہ بود
نوح از فساد بفریاد و آہ بود
ابن خلیل حاضر در ذبح گاہ بود

خود حضرت خلیل در آتش چوکاں بود
یعقوب اشک ریز بشام و پگاہ بود
ایوب راصحت زعوارض تباہ بود
احمد ﷺ بغار از خطر خصم را بود
برہرکہ .ہر چہ بود خدالیش پناہ بود

مخمس برغزل مولانانورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ کا پہلا بند ۔

ای برتراز خلیل و کلیم و حبیب رب
ذاتت ظہور عالم اسباب را سبب
نعت تو برزبان ولم از خدا وہب
روحی فداک ای صنم ابطحی لقب
آشوب ترک شور عجم فتنہ عرب

"ارمغان عاشقان" میں متعدد حدیثوں کا برمحل استعمال (جواچھوتا بھی ہے) ملتا ہے جیسے ۔

از چرا ظالم شدی برمن بہ گفتار رقیب
یاد کن اظلمۃ و اعوانہا فی النار مرا
سرمہ وقت خواب بایدکرد درچشم ای عزیز
کامدہ با لکحل عندالنوم قول مصطفیٰ ﷺ

دونعتیہ شعر

چہ غم این زیب را یا مصطفیٰ ﷺ کا پنجا توئی یادر
در آنجاہم چہ غم داریم چون تو درمیان باشی
تاج ایران کہ خراج از ہمہ شاہان گیرد
میکند سجدہ بدستار رسول عربی ﷺ

شاخ طوبیٰ

پروفیسر آغا صادق حسین صادق (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ءتا۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء)، کوئٹہ، ۱۹۵۲ء، چاپ دوم، کوئٹہ سن اشاعت ندارد، صفحات ۱۴۴۔

نعت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں آغا صادق کہتے ہیں۔

ہادی اقوام عالم مصطفیٰ ﷺ است
مصلح اولاد آدم مصطفیٰ است

صورت انسانیت آراستہ
سیرت اقوام راپیر استہ

او غلامان را سلیمانی سپرد
چاک رن را فر سلطانی سپرد

بریتیماں سایہ شفقت نمود
برغریباں دامن رحمت کشود

ذرہ ام از تا بشے مہرم بساز
روح را از سوز عشق خود گداز

برگِ سبز

سید ماہر علی شاہ، المتخلص بہ ماہر افغانی (۸ مارچ ۱۹۲۳ء/۵ ستمبر ۱۹۸۳ء) کوئٹہ، ۱۹۷۳ء، صفحات ۷۵، آپ کوئٹہ کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ فارسی کے چند نعتیہ شعر ملاحظہ کیجئے۔

گلزار تازہ دم زصبائے محمد ﷺ است
ہر غنچہ مشک بیز پائے محمد ﷺ است

ہر شاخ پر ز گل شدہ مانند نجمہا
ہر برگ سبزہ روز درائے محمد ﷺ است

بلبل بہ شاخسار کہ آواز مست گشت
واللہ پر اثر زنوائے محمد ﷺ است

آن ہر صدائے خوش کہ کند دور زنگ دل
آن ہر صدا در اصل صدائے محمد ﷺ است

ماہر فقط خدا و علی ﷺ اند باخبر
او را مقام چیست چہ جائے محمد ﷺ است

پیر مغاں

حضرت غلام دستگیر ناشاد القادری (۲۰ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ / ۱۴ نومبر ۱۹۰۹ء، ۹ محرم الحرام ۱۴۰۷ء / ۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء) کوئٹہ، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۷۹ء صفحات ۷۳، ناشاد گویا ہوتے ہیں۔

در مسجد الحرام

سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد

روی خوش تو وقت سحر باز دیدہ ام
شکر خدا کہ ناز بصد ناز دیدہ ام
مقصود من زطوف حرم قرب تست وبس
فرخندہ ام کہ ناز بہ انداز دیدہ ام
در بیخودی زخویش گستم چنانکہ من
انجام عشق و صورت دمساز دیدہ ام
لطف سجود کعبہ و رنگ نیاز خویش
در کوئی بی نیاز بہ صد راز دیدہ ام
آئینہ ایست در دل ناشاد کا ندرو
تصویر حسن یار با اعجاز دیدہ ام

دیوانِ سربازی

مولانا قاضی عبدالصمد سربازی (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۷۵ء) ترتیب و تدوین عبدالستار عارف قاضی، کراچی ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء، صفحات ۱۴۴، حمد باری تعالیٰ کے بعد مختلف عنوانات جیسے قبہ خضراء، قافلۂ سالار، ختم نبوت ﷺ، نعت سرور کائنات، نعت رسول مقبول، کے تحت ہادیٔ برحق سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ چند شعر ملاحظہ کیجئے۔

منبع جود و سخا فیضان اینجا است
مطلع نور وضیا، نیرّ تابان اینجا است
رحمتِ عالمیان صفوتِ جن و انسان
مغز ہر در جہان حسرت شاہان اینجا است
سیّد جملہ بشر شافع یوم محشر
خاتم جملہ رُسل موردِ فرقان اینجا است
آن حبیب عربی چون بشکر خندہ رود
معدن درّو گہر لعلِ بدخشان اینجا است
بین کہ بسمل شدہ سرِبازی ازین درد فراق
محور روحِ روان راحتِ جانان اینجا است

کتابِ دُرود

علامہ حسین الواعظ الکاشفی الہروی، بلوچستان کے نامی گرامی دانشور، محقق اور ادیب پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ (تاریخ پیدائش ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) نے مقدمہ لکھ کر اسے ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء میں کوئٹہ سے چھپوا کر پشین (کوئٹہ ڈویژن) سے شائع کی۔

حکمت و فلسفہ حیات

حکیم ابو یحییٰ محمد قاسم عینی بن حکیم مولوی محمد عیسیٰ بلوچ خارانی، کوئٹہ، ۱۹۹۴ء، صفحات ۱۱۰، اس میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام موجود ہے۔

آتش کدہ وحدت

حضرت مستان شاہ کابلی قدس سرہ العزیز، باہتمام غلام محمد شاہ چشتی، ناشر آستانہ چشتیہ کلی جیو کوئٹہ، صفحات ۲۱۴، مختلف انداز میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک آتا ہے۔

نجم کاروان

مولوی عبدالخالق ابابکی، مستونگ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء، صفحات ۱۶۹، حمدیہ اور نعتیہ کلام موجود ہے۔

بلوچستان میں فارسی شاعری کے پچاس سال

پروفیسر شرافت عباس، کوئٹہ ۱۹۹۹ء، صفحات ۲۶۲،

اس میں دو جدید شاعروں (انور عادل، حیدر علی جاغوری) کا نعتیہ کلام دستیاب ہے۔

ملا اسماعیل، پسر ملا اللہ بخش مکران کے پھل آباد گاؤں میں ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں تمپ سے دو میل کے قریب دور شمال کی طرف واقع ہے، درمیان میں دریائے نہنگ بل کھاتا ہوا گزرتا ہے۔

پھل آباد تحصیل تمپ کا ایک خوبصورت اور بارونق گاؤں ہے آپ کے والد بھی بہت اچھے شاعر تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ رند بلوچ سے ہے۔ آپ کا شجرہ نسب ہے۔

ملا اسماعیل بن ملا اللہ بخش بن غلام محمد بن سعیدین بن ملا اسماعیل بن سیف الدین۔

آپ نے درس نظامیہ کی متداول کتابیں قاضی داد محمد صاحب نظر آبادی سے پڑھیں اور زندگی کا بیشتر حصہ وطن ہی میں گزارا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا اور آخری عمر میں آپ نے ایک دوکان بھی کھول لی تھی آپ کا شاعری سے لگاؤ فطری تھا۔ گھریلو ماحول بھی شعر و سخن کے لئے سازگار تھا۔ آپ نے فارسی اور بلوچی دونوں زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ چند نعتیہ اشعار یہ ہیں۔

یا محمد مصطفیٰ ﷺ گردم فدای روی شما
کی شود آندم بیایم من بجان سوی شما
برگذیدت حق تعالیٰ از ہمہ پیغمبران
ہم بہ قرآن صفت "والشمس" ازروی شما
نام تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سلطان دین
کفراز عالم برون از زور بازوی شما
ذات پاک توبہ بطحی در عرب کروہ ظہور
زاں سبب آحد قرآن ازبہ ابروی شما

چند جدید نعت گو شعرا کا نمونہ کلام

یعقوب علی انیس

سرور کون و مکان محبوب یزدان مصطفیٰ ﷺ
مظہر انوار حق مہر درخشان مصطفیٰ ﷺ

منبع علم و کمال و اختر حسن و جمال
فخر موجودات عالم حسن انسان مصطفیٰ ﷺ

باری باری شمعا در انجمن سوزید و رفت
لیک باشدتا ابد شمع فروزان مصطفیٰ ﷺ

پرشکوہ تراز محمد ﷺ گشت عرش باشکوہ
اے انیس آندم کہ آنجا بود مہمان مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر شیخ خوش محمد مستونگی

یا رسول ہاشمی یا سید والاگہر
وصف تو ہرگز نگنجد دردل خاکی بشر

وصف تان را کرد آن خلاق پاک
لولاک لما خلقت الافلاک

ماہمہ مفلس غریب و بیکسیم
خون دل واریم پیشت میکنیم

نذر مارا کن قبول ای نکتہ دان
زانکہ ما ہستیم بے روح وروان

دادہ بودی آنچہ مارا علم دین
آنکہ مارا برد برچرخ برین

صدف چنگیزی

مطمئن گرید قلم عمر دیگر یافتم
راہ و رسمی تابہ درگاہ پیمبر یافتم
سایہ دامان احمد حب حیدر یافتم
من با این دامان تر، اوج مقدر یافتم
قیمت ہر قطرہ را دردیدہ تر یافتم
اشکہامن ریختم چون سر گوھر یافتم
درس حریت ازین درگاہ منبر یافتم
جرعہ نوشیدم و بخت ابوذر یافتم

سیّد جواد موسوی

بہ ثنایت احمد مجتبیٰ ﷺ ہمہ ذرہ ذرہ جہان بود
ہمہ جن و انس و ملائک ہم کہ بہ لامکان بود
توئی خاتم ہمہ انبیاء توئی رہبرہمہ اوصیا
بہ بیان مدح تو نارسا چہ قلم چہ فکر زبان بود
شدہ روشن ازمہ روی تو دل و دید ہمہ کائنات
کہ بہ وصف روی تو درچمن چون گلان غنچہ دہان بود
تو شہی کہ تاج شہان بود بہ شمار خاک قدوم تو بہ
شفاعت ہمہ عاصیان ز توفیض و جود روان بود

میرزا حسین قدیری

شنیدم اینکہ او زیباست وجویایم بہ زیبائی
شنیدم زان گل رعنا وجویایم بہر رعنائی
بود حقابہ شہر علم، یکتا تاجداری چون
شنیدم او بسی داناست وجویایم بہ دانائی

به صدق دل عطا بنمود کتاب وا ہلبیتش را
شنیدم من ازین اہداء وجویایم به اہدائی

محمد علی اختیار

ای صبا عرض سلام از من محزون توببر
نزد محبوب خدا شاه رسل فخر بشر
زانکه سد نقش خطه و خال تو در قلب و جگر
نه پذیرفته گہی صورت و سودای دگر
مہر در سینه و سودای تو باشد در سر
برحریم حرمت نقد دل و جان و جگر
مصطفیٰ صلی علیٰ آیت الطاف خدا
عاصیان راز کرم شافع روز محشر

سید جواد موسوی

اے سرور عالم ختم رسل اے مہر درخشان صل علیٰ
اے باب بتول و ہادئی کل اے رونق ایمان صل علیٰ
والشمس به وصف روی تو است والیل صفات موی تو است
قرآن به وصف موی تو است اے پیکر لطف وجود و سخا
لب گل، صورت گل، سیرت گل تن گل، ابرو گل، طینت گل
سرتا به قدم گل، خلق تو گل ہم زلف تو گل، اے ماہ لقا
یٰسین و طه نام تو است دوران فلک درگام تو است
شد رحمت حق ہر سوی دوان از آمدنت اے کان عطا

بلوچستان میں فارسی نعت گوئی اور سیرت نگاری کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ شعری سرمایہ قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ ”خاصا“ ہے۔ مگر نثر میں صرف دو کتابیں ہیں۔ کہیں کہیں دیباچہ بھی فارسی نثر میں ہے۔ نثری کام کم ہونے کے باوجود وقیع ہے۔ یوں یہ

کاروان رنگ وبو پوری آب وتاب کے ساتھ رواں دواں ہے۔

بی حُبِ پیمبر نتوان یافت خدارا
بشناس خدا را بہ تولای محمد ﷺ

(سید عظمت شاہ شاہد)

حوالہ جات

۱۔ چاپ مطبع حیدری ہندوستان ۱۲۸۹ھ، ص ۴۹،
۲۔ جلد اول ص ۲۲۲،
۳۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر لاہور، ۱۹۷۶ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۴ء، ص ۱۲۸ تا ۱۳۰،
۴۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۶۸ء، ص ۵۱ تا ۶۲،
۵۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۹۸ء، ص ۹۷، ۹۸،
شعر فارسی در بلوچستان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۳۹، ۴۰،
۶۔ بلوچستان میں فارسی شاعری، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۶۸ء، ص ۱۹۹، ۲۰۰،
۷۔ ایضاً، ایضاً، ص ۲۶۳، ۲۶۴،
۸۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک بلوچستان میں، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۳ تا ۲۴۰،
۹۔ برصغیر میں مطالعہ قرآن، بلوچستان میں قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، فکر ونظر، اسلام آباد، رمضان، ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ / جنوری۔مارچ ۱۹۹۹ محرم، صفر ۱۴۲۰ھ / اپریل۔جون ۱۹۹۹ء، ص ۲۶۲، ۲۶۳،